ایران کی معاشی صورت حال ... وُہی چیلے ہیں پرویزی

جائزہ : سازمان مجاہدین اہلِ سُنّت ایران (بلوچستان)

کسی ملک کی ترقی اور خوش حالی کا انحصار وہاں کے عوام کی معاشی فلاح اور سماجی بہبود میں ہے۔ ایران میں لائے گئے شیعی انقلاب نے جہاں سیاسی میدان میں عالمِ اسلام کو انتشار اور افتراق دیا وہاں معاشی میدان میں ایرانی عوام کو نانِ شبینہ کا محتاج بنایا۔ جب سے یہ "انقلابی" حکومت برسرِ اقتدار آئی ہے درآمدات و برآمدات کے پرانے نظام ختم ہو چکے ہیں، اور بیروزگاری عروج پہ ہے، تیل کی فروخت سے جو کچھ ہاتھ آتا ہے وہ اسلامی ممالک میں تخریب کاری، دہشت گردی اور شیعیت پھیلانے میں خرچ ہوتا ہے۔ عملاً ایران میں صنعت و تجارت سرکار اور اس کے زیر سایہ چلنے والے اسمگلروں کی ملکیت اور تحویل میں ہے۔ یہ اسمگلر نہ صرف حکومت کے اہل کاروں اور بیوروکریسی کو رشوت اور منافع میں حصہ دار بناتے ہیں، بلکہ یہ لوگ سرکاری جاسوس کے طور پر بھی مفت کام کرتے ہیں تاکہ مزید مُراعات کے حقدار ٹھہریں۔

دوسری طرف اہل سنت کے ساتھ خصوصی طور پر یہ سلوک کیا جا رہا ہے کہ انہیں معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی بالکل اجازت نہیں، مثال کے طور پر اگر ایک سُنّی نجی طور پر کوئی تجارت یا دکانداری کا بزنس شروع کرے تو اگلے دن حکومت کے کارندے انہیں مشکوک قرار دیتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آپ نے یہ سرمایہ کہاں سے لیا ہے؟ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ یا تو کسی بیرونی ملک کی طرف سے جاسوسی کے سلسلے میں یہ رقم ملی ہوگی یا آپ ہیروئن کا کاروبار کرتے ہیں۔ پھر اسی خود ساختہ الزام کے تحت ان بیچاروں کو جیلوں میں لے جاتے ہیں، جہاں بعض اوقات ان کو بھاری رشوت لے کر چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح جو سُنّی کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں، یا سمندری علاقہ کے جو سُنّی ماہی گیری کا کام کرتے ہیں ان پر پابندی ہے کہ وہ اپنی تمام کی تمام "کمائی" حکومت کے ہاتھ متعین شدہ سستے داموں میں بیچیں۔ یہ حربہ اس لئے کہ اہلِ سنت کو حکومت کا دست نگر بنایا جائے۔

اشیاءِ صرف اور روزمرہ استعمال کی بیشتر اشیاء عموماً دو جگہوں پر دستیاب ہوتی ہیں، ایک بلیک مارکیٹ سے اور دوسرے سرکاری سرپرستی میں چلنے والے "کوآپریٹو شاپس" سے۔ بامارکیٹ میں ان کی قیمت اتنی مہنگی ہوتی ہے کہ عام آدمی اس کا نام لینے سے کتراتا ہے، اور سرکاری اسٹوروں تک اصل رسائی اُنہی لوگوں کی ہوتی ہے جو یا خود بڑے آدمی ہوں یا کسی بڑے آدمی کے سفارش لانے والے ہوں، عوام کے لئے صورت یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے انہیں ہر ایک چیز کے لئے الگ "کوپن" "راشن کارڈ" دے دیے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعے مطلوبہ اشیاء کے حصول میں شدید پریشانی ہوتی ہے۔ ہر ایک چیز کی دستیابی کے لئے لمبی لمبی قطار بندی کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً روٹی کے لئے بھی "صف بندی" ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر آپ مرغی کا انڈا اور نمک بھی اگر سرکاری اسٹور سے لینا چاہیں تو دو تین میل لمبی صف میں کھڑے ہو جائیں، اور یہ عمل تین چار ایام تک جاری رکھیں، اگر انڈے بچ گئے تو آپ کی باری بھی آجائے گی۔ اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کے دو تین دن روزانہ کسی چیز کے حصول کے لئے صبح سے شام تک صف میں کھڑے ہونے کا نتیجہ بھی اس اعلان کی صورت میں ملتا ہے کہ وہ چیز ختم ہوگئی ہے۔ یہاں دراصل رعیت کو صفوں کے چکر میں اتنا معروف رکھا گیا ہے کہ وہ نظام کے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی، اگر کچھ کرنے کا خیال آ بھی جائے تو اسے فرصت ہی نہیں ملے گی، مثلاً جونہی کسی کو چینی کے لئے کوپن جاری ہوا اس نے دکانوں کے چکر لگانے شروع کر دیے، چار پانچ دن بعد کہیں سے اگر چینی مل ہی جائے تو دوسری طرف چاول کے لئے کوپن جاری ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح رعیت چاول کے کوپن لے کر دربدر پھرتی رہتی ہے، یعنی مہینہ کے اکثر اوقات میں آدمی کسی نہ کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کوآپریٹو شاپس کی صفِ مذلّت میں کھڑا ہوا پایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے جب کہ ایران میں اشیاءِ صرف وافر مقدار میں موجود ہیں۔

ایک سرکاری عہدیدار نے ہمیں کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے عوام کو کیوں خود ساختہ معاشی تنگی میں مبتلا کیا ہے؟ پھر بتایا کہ جس وقت ایرانی عوام شاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو اس وقت اشیاءِ صرف کی بہتات تھی اور عام آدمی کو سستی قیمت پر دستیاب تھیں۔ چنانچہ جب ہم نے شاہ کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کیا تو پیٹرول سے لے کر پانی تک اپنے گھروں میں اسٹور کر لیا، اس کے نتیجہ میں

ہماری معیشت پر کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ تو ہم بالکل یکسوئی اور لگن کے ساتھ حکومت شاہ کے خلاف مظاہرے کرتے رہتے، اس نے کہا کہ اب ایک بار پھر معیشت کو سستا اور آسان کر کے ہم کس طرح عوام کو ایک بار پھر سڑکوں پر آنے کا موقع مہیا کریں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ عوام کو معاشی طور پہ بالکل مفلوج کر دیا گیا ہے، معمولی سے کاروبار پر اتنا ٹیکس لگایا جاتا ہے کہ لوگ کاروبار بند کر دینا بہتر سمجھتے ہیں۔ حقیقت میں معیشت کو چند مفاد پرستوں کی رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے، مفاد پرست تو اپنے مفادات حاصل کر ہی لیتے ہیں، اور غریب خواہ مخواہ کی مصیبت میں پستے رہتے ہیں۔

پچھلے دنوں ایک عجیب وغریب شرمناک اور جانکاہ حادثہ پیش آیا، اس سے آپ ایران کی اندرونی معاشی حالت زار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حالیہ سردی کے موسم میں مٹی کا تیل نہ ملنے کی وجہ سے کئی لوگ سردی سے ہلاک ہو گئے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ایرانی سماج میں بطور ایندھن لکڑی وغیرہ کا استعمال نہیں ہوتا، بجلی کی فیس بہت ہی زیادہ ہے اور گیس بھی دستیاب نہیں ہے اس لئے اکثر وبیشتر لوگ مٹی کے تیل سے کام چلاتے ہیں۔ اس سال سردی میں یہ واقعہ ہوا کہ تیل کی دولت سے مالا مال اس ملک کی رعایا مٹی کا تیل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے سردی کے مقابلے سے جانبر نہ ہوئی اور بہت سے بوڑھے اور بچے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ نام نہاد پارلیمنٹ میں اس حادثہ پر گرما گرم بحث ہوئی، صدر رفسنجانی کے نائب حبیبی نے پٹرولیم کے وزیر غلام رضا آقا زادہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے معافی مانگیں۔ تو بعض ممبروں نے برافروختہ ہو کر کہا معافی کس چیز کی؟ معافی سے مسائل تو حل نہیں ہوتے!

ہم نے یہ تو سنا تھا کہ بعض ممالک میں قحط کی وجہ سے لوگ معاشی بحران کے شکار ہیں، مثلاً بنگلادیش جہاں بھوک اور سردی بھی جان لیوا ثابت ہوتی ہے لیکن آج کے دور میں دنیا کے وہ زرخیز ممالک جن کا تمامتر سہارا تیل ہے ان میں تیل نہ ملنے کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو رہے ہوں تو واقعی تعجب کی بات ہے حقیقت یہ ہے کہ ایران میں نہ اشیاءِ صَرف کی قلت ہے اور نہ تیل و پٹرول اور گیس کی، لیکن معلوم ہوا ہے یہ حکومت کی پالیسی ہے، حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے علاوہ رعیت کو قابو رکھنے کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔

قائد انقلاب خمینی نے انقلاب سے قبل بارہا اعلان کیا تھا کہ ہم جب برسرِ اقتدار آئیں گے تو

لوگوں کو تیل کی قیمت میں براہِ راست شریک کریں گے اور تیل کی قیمت سے ہی ہر ایک آدمی کے حصّہ میں اتنا ہی پیسہ آسکتا ہے کہ انہیں کسی اور کام کی ضرورت نہیں ہوگی! انہی دلفریب نعروں کے ذریعہ عوام کو بے وقوف بنا کے زمامِ اقتدار پر قبضہ کیا گیا لیکن آج یہ صورت حال ہے کہ ۱۲ سال انقلاب کو گذر جانے کے باوجود لوگ ایک لقمۂ نان کے لئے ترستے ہیں اور عوام پر معیشت کے تمام دروازے بند پڑے ہیں، لوگ معاشی بدحالی اور کمر توڑ گرانی سے تنگ آ گئے ہیں لیکن ان مکار ظالموں نے اپنے پلان ہی اس قسم کے تیار رکھے ہیں کہ حالات جیسے بھی ہوں پبلک سڑکوں پر آنے کے قابل نہ ہو اور نہ انہیں یہ فرصت میسّر ہو، اشیاء صرف کی قیمتیں روزانہ بڑھتی جا رہی ہیں۔ تقریبًا ہر تین مہینہ میں قیمتیں دس فیصد بڑھتی ہیں۔ ایرانی حکومت نے باہر کی دنیا میں یہ پروپیگنڈہ شروع کیا ہے کہ انقلاب کی برکت سے ہم بہت ترقی کر چکے ہیں، ایران میں لوگ ہر لحاظ سے خوش ہیں۔ سابق شاہ کی زیادتیوں کا ہم نے ازالہ کیا ہے۔ باہر کے لوگ بھی عام طور پر یہی سمجھتے ہیں کہ ایران نے معاشی طور پر ترقی کی ہے اور عوام خوش حال ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل الٹ اور برعکس ہے ہم ذیل میں شاہ کے آخری دور اور موجودہ دور میں قیمتوں کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ انقلاب کی "برکت" سے عوام پر کیا نکبت نازل ہوئی ہے!

اشیاء کی قیمتوں کا تقابلی جائزہ

1991 = 1979

تفصیل اشیاء	سابقہ قیمت 1979	موجودہ قیمت 1991	تفصیل اشیاء	سابقہ قیمت 1979	موجودہ قیمت 1991
گندم فی کلو	۲- تومان	۱۵- تومان	اسکولوں کی درسی کتب فی عدد	مفت	۳۰- تومان
پیاز فی کلو	۵- ریال	۲۵- تومان	مزدوروں کی عام تنخواہ	۵۰- تومان	۲۰۰- تومان
آلو فی کلو	۵- ریال	۳۰- تومان	اوپونا گاڑی (کار)	۳۰۰۰۰- تومان	۲۰۰۰۰۰۰- تومان
چاول فی کلو	۵- تومان	۶۰- تومان	موٹر سائیکل (ہنڈا)	۴۰۰۰- تومان	۱۵۰۰۰۰- تومان
ایک روٹی	۵- ریال	۳۱- تومان	چینی سائیکل	۶۰۰- تومان	۱۵۰۰۰- ریال
گھی فی کلو	۶- تومان	۲۰۰- تومان	اندرونی ڈاک ٹکٹ	۵- ریال	۵- تومان
بوتل فی عدد	۱- تومان	۳۰- تومان	بیرونی ڈاک ٹکٹ	۷- ریال	۲۶- تومان

پلاسٹک جوتے (چپل)	۵- تومان	۷۰- تومان	ریفریجریٹر	۲۰۰۰- تومان	۵۰۰۰۰- تومان
ٹیٹرون (کپڑا) فی میٹر	۵- تومان	۳۵۰- تومان	مٹی کا تیل ۲۰ لیٹر	۵- تومان	۴۰۰- تومان
پینسل فی عدد	۲- ریال	۱۰- تومان	پٹرول فی لیٹر	۲- تومان	۳۰- تومان
کاپی ۴۰ صفحے	۵- ریال	۵۰- تومان	غسل کے صابن	۲- تومان	۵۰- تومان
اسکول فیس	مفت	۵۰۰- تومان	سرف کپڑے دھونے کے لیے	۲- تومان	۱۰۰- تومان
چینی	۲- تومان	۱۰۰- تومان	بسوں اور ہوائی جہازوں کا کرایہ سابق سے بیس گنا زیادہ		
بکرے کا گوشت	۱۰- تومان	۳۶۰- تومان	مکانات، ہوٹلوں کا کرایہ اور بجلی کی فیس بھی بیس سے تیس گناہ زیادہ		

نوٹ : (۱) گیس سوائے چند مرکزی شہروں کے پورے ایران میں نایاب ہے۔ مٹی کا تیل بھی اگر مل جائے تو بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ پٹرول ہفتہ میں ایک بار ملتا ہے۔ نمایاں ذکر ہے کہ میت کے کفن کے لئے حکومت ۳۵ ہزار تومان اُن کے ورثاء سے وصول کرتی ہے۔

(۲) ہر تومان ۱۰ ریال کا ہوتا ہے اور بلیک مارکیٹ میں ہر ۶ تومان ایک روپیہ کا بنتا ہے، سرکاری حساب سے ایک تومان ایک روپیہ بیس پیسے کا ہوتا ہے۔

(۳) یہ سروے ایران کے صوبہ بلوچستان کی خرید وفروخت کے مطابق ہے البعض صوبوں میں اس سے بھی زیادہ مہنگائی ہے۔ اس لئے کہ بلوچستان پاکستان کے ہمسایہ میں واقع ہے اور ضروری اشیاء گھی، چاول وغیرہ وہاں سے سستے حاصل کر لئے جاتے ہیں۔

شیزان کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

یاد رکھئے ! ہم مسلمان ہیں اور مرزائی کافر مرتد !
ہم اگر اُن کی مصنوعات استعمال کریں گے تو وہ ہمارے سرمائے سے ہمارے خلاف اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے آسانیاں پائیں گے،

فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ بائیکاٹ یا ــــ ؟